عبدالرشید ارشد

امریکی دوستی، بھارتی جارحیت اور صلیبی جنگ

پاکستان کی آزادی و سالمیت پر بھارتی جارحیت کے لحہ لحہ بڑھتے سائے اور اندرون ملک نت نئے حوادث محب وطن عناصر کو پریشان کئے جا رہے ہیں کہ اس قضیئے کا جائزہ جرنیل کی عقل سے نہیں، ایک سپاہی کی عقل سے لیتے ہیں کہ بات سمجھنے کیلئے ''بہت بڑی عقل'' کی ضرورت نہیں ہے۔ معمولی عقل و شعور کا حامل دہقاں بھی جانتا ہے کہ دوست کے دوست کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوتا۔ امریکہ برطانیہ پاکستان کے اتحادی اور دوست ہونے کے دعویدار ہیں۔ پاکستان اس گہری اور اٹوٹ دوستی پر فخر کرتے نہیں تھکتا۔ بھارت پاکستان کا دشمن ہے۔

پاکستان کے دونوں گہرے دوست امریکہ و برطانیہ، پاکستان کے بدترین دشمن کو تو اسلحہ فراہم کرتے ہیں، جنگی مشقوں میں اشتراک ہے۔ مگر صبر و تحمل و بُردباری اور اندرون ملک ''دہشت گردی'' کے خاتمہ کا ''دوستانہ مشورہ'' صرف پاکستان کے لئے ہے۔ دوستی کا یہ انداز چشمِ فلک نے کہاں دیکھا ہوگا اور مسلمان جرنیلوں کی بصیرت کے یہ مظاہر بھی۔ سپاہی کی عقل دوستی کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتی۔

برطانیہ نے لاکھوں پاؤنڈ کا اسلحہ بھارت کو فراہم کرنے کے معاہدے، اسی بھارتی جارحیت کے عملی مظاہرے کے دوران کئے۔ امریکہ نے جدید ترین ریڈار، جو ''دشمن'' کے ریڈار سسٹم کو جام کر سکے، جو ''دشمن'' کے ہر قسم کے فائر کے مرکز کی نشاندہی کر سکے، فراہم کرنے کے ساتھ برفانی چوٹیوں پر ''دشمن'' سے پنجہ لڑانے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے بھارتی جوانوں کو الاسکا کے ٹھنڈے علاقے میں فوجی مشقوں کی سہولت فراہم کی۔

امریکہ، پاکستان کو اندرونی دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے لاکھوں ڈالر کی امداد اور اپنے سپاہی دیتا ہے اور یہی ''جگری دوست'' پاکستان کے دشمن بھارت کے ساتھ آگرہ میں بھارت امریکہ مشترکہ فوجی مشقوں میں مصروف ہے کہ بھارت کی دشمن کے خلاف فوجی قوتِ کار میں اضافہ ہو۔ یعنی امریکہ اپنے ''دوست'' کے دشمن کو اسلحہ اور تربیت سے پختہ تر کر رہا ہے۔

امریکی دوستی کا ایک شاہکار یہ ہے کہ مشترکہ پاکستان میں عدم استحکام اور شدید ترین بے چینی پیدا رکھنے کے لئے قبائل کے علاقہ میں دینی مدارس اور علماء کے خلاف مشترکہ کارروائی ہوتی ہے تاکہ سرحدی قبائل اور حکومت میں ٹھن جائے۔ قبائلی سردار بغاوت پر مجبور ہو جائیں۔ ملک کے اندر مذہبی عناصر کے خلاف بلا جواز کریک ڈاؤن سے بے چینی ہو، پوچھا جا

سکتا ہے کہ آخر امریکہ کن مقاصد کے تحت یہ کھیل، کھیل رہا ہے اور حکومت پاکستان کی شراکت میں کھیل رہا ہے۔ فی الواقعہ یہ کھیل امریکہ و برطانیہ کا نہیں یہود کا ہے اور امریکہ و برطانیہ انہی کی کٹھ پتلیاں ہیں۔ اس حقیقت سے ہر باشعور آگاہ ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقاصد مشترکہ بھی ہیں اور الگ الگ بھی اور یہ بڑی تدریج کے ساتھ ان مقصد کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ مشترکہ مقصد میں سرفہرست اسلام کے خطرہ سے اپنے مستقبل کو محفوظ بنانا ہے۔ یہود و نصاریٰ ہوں یا ہنود و کمیونسٹ سب ہی اپنے محفوظ مستقبل کے لئے اسلام کو انتہائی خطرہ سمجھتے ہیں اور ہر قیمت پر متحد ہو کر اس کی راہ روکنا چاہتے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے مسلم دنیا میں چونکہ پاکستان ہی نظریاتی اور ایٹمی قوت ہے، اس لئے اسے مفلوج کرنا ہر کسی کی پہلی ترجیح ہے۔

الگ الگ مقاصد میں اسرائیل اپنا دائمی تحفظ چاہتا ہے کہ اس کے ''گریٹر اسرائیل'' کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے۔ گریٹر اسرائیل میں ان کے نقشے کے مطابق سعودی عرب کا مدینہ منورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔ بقول اسرائیلی وزیر اعظم عربوں سے زیادہ خطرناک مزاحمت کرنے والا صرف پاکستان ہے۔ لہٰذا یہ ہمارا دشمن نمبر ایک ہے دوسرے اور تیسرے نمبر پر عراق و ایران ہیں جن کو پہلے باہم لڑایا اور دوبارہ عراق امریکہ برطانیہ کی زد میں ہے۔

امریکہ کے مقاصد میں اسرائیل کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک خصوصاً سعودی عرب اور پاکستان کو مکمل طور پر اپنا باجگزار بنا کر رکھنا ہے۔ امریکہ کسی طور پر نہیں چاہتا کہ پاکستان آزاد و مستحکم نظریاتی ریاست کے طور پر قائم رہے کہ اس سے دوسرے مسلم ممالک جلا پائیں گے۔ امریکہ کی یہ خواہش بھی شدید تر ہے کہ پاکستان ہر معاملے میں اس کا ہی محتاج رہے اور ڈکٹیشن لے۔ امریکہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ پاکستان اور چین کی دوستی مضبوط و مستحکم ہو اور یہ دونوں ہمسایہ ملک کسی دفاعی لڑی میں منسلک ہوں۔ ان کی دفاعی اور غیر دفاعی صنعتیں پاکستان کو یورپ اور امریکہ سے بے نیاز کر دیں۔ امریکہ تمام ایسے اقدامات بڑی ڈھٹائی سے کر رہا ہے جن کے سبب دونوں ہمسایوں میں ایک دوسرے کے خلاف بداعتمادی پیدا ہو۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ آج کے چین سے تعلقات ۴ سال قبل والے نہیں ہیں۔ امریکہ کی یہ بھی خواہش ہے کہ شمالی علاقہ جات، بشمول افغانستان کی واخان پٹی، عربوں کے سینے میں اسرائیلی پھانس کی طرح پاکستان اور روسی مسلم ریاستوں کے وسط میں اسماعیلی ناسور کا اہتمام کرے جو امریکی اڈے کے طور پر مسلم ریاستوں اور چین پر ہمہ وقت نظر رکھنے، بلکہ سوار رہنے کا ذریعہ ہو۔ امریکہ اس مسلم خطے سے اسلام نکالنے کے ساتھ ساتھ معدنی وسائل پر قبضہ کا بھی آرزومند ہے۔ برطانیہ ایک طرف ماضی میں افغانوں کے ہاتھوں اپنی افواج کی پٹائی اور متحدہ ہندوستان سے اقتدار کے خاتمے کا بدلہ لے رہا ہے تو دوسری طرف امریکہ سے اس کی جھچوڑی ہڈی ملنے کی آرزو، مسلسل باہر نکلی زبان سے پانی کے قطرے ٹپکا رہا ہے کہ ایسی ہڈی اسے شرقِ اوسط میں کویت، سعودیہ وغیرہ سے ملنے والے خراج سے، بطور حصہ ملتی رہی ہے بلکہ عراق پر حملوں کے تسلسل کے سبب مل رہی ہے۔ اس ہڈی کا اپنا ہی مزہ ہے۔

مذکورہ اہداف کو سامنے رکھ کر پاکستان کی حالتِ زار کا جائزہ لیجیے کہ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن''۔ امریکہ

کو اپنے اڈے دے کر ڈالر وصول کر کے اپنے کندھوں پر اس طرح سوار کرلیا ہے کہ یہ بلا کندھے سے اُتارے نہ اُترے۔ پاکستانی قیادت اور معیشت کو امریکی آکٹوپس جکڑ چکا ہے اور حکمران یہ سب جانتے ہوئے بھی، اپنی بے بسی و بے کسی کا اظہار کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں کر پاتے۔

وزیر خزانہ کا تازہ بیان اخبارات کی زینت بنا ہے کہ امریکہ کے ساتھ پاکستان کے موجودہ تعلقات کسی بھی طرح چین سے تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ یہ عقل کا ندھا پن نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ امریکہ کو چین کے سر پر سوار کر رہے ہیں، چین کے مفادات خطرے میں ڈال رہے اور چین اس تماشے کو تحسین کی نظر سے دیکھے گا۔ کوئی عقل کا دشمن ہی ایسے بیان کی صحت پر یقین کر سکتا ہے۔

پاکستان انتہائی بے بسی سے امریکہ بہادر کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہا ہے۔ امریکی زعماء اپنے دوروں میں پہلے بھارت جاتے ہیں، انہیں اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور پھر دوسرے مرحلے میں پاکستانی قیادت کو ضبط و تحمل اور بردباری کا خوبصورت دوستانہ مشورہ دیتے ہیں اور پاکستانی قیادت زیادہ جوش وخروش سے امریکی ایجنڈے پر عمل کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔ آج امریکی شہہ پر بھارت لاہور پر قبضہ کی بات کر رہا ہے ورنہ بھارت کو وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب فیروز پور اور امرتسر خطرے میں پڑ گئے تھے۔ کھیم کرن کی اینٹوں سے قصور، رائے ونڈ سڑک پر سولنگ لگا تھا۔ آج ہماری منصوبہ بندی یہ ہونی چاہیے کہ بھارت کے حماقت کرتے ہی ہم فیروز پور، کھیم کرن، امرتسر اور چھمب جوڑیاں کے راستے کشمیر تک اکلوتی رسائی کو کاٹ کر بھارت کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کر دیں مگر یہ اس وقت ممکن ہو گا جب ''مبینہ دہشت گرد'' اور اقتدار کامل ہم آہنگی سے سیسہ پلائی دیوار بنیں گے۔ اقتدار کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ پاکستان میں کوئی دہشت گرد اور ملک دشمن نہیں ہے۔ یہ محب وطن عوام کا وطن ہے۔ جو ۱۹۴۸ء میں، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء ہر اختلاف کو پس پشت ڈال کر اپنی مسلح افواج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ دہشت گرد کی گالی سے بدمزہ ہونے کے باوجود ملکی سلامتی کی خاطر آج پھر وہی کیفیت لوٹ سکتی ہے۔

قومی یکجہتی کی یہ فضا دشمن کی پالیسی کے خلاف ہے اور وہ ہر قیمت پر انتشار کی فضا قائم رکھنے میں اپنی کامیابی کی ضمانت چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے سرکاری مشینری اس کی مٹھی میں ہے۔ الا ماشاءاللہ! قوم پر خوف طاری رکھنا دشمن کی پہلی اور آخری کوشش ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہے۔ اس کی اس کامیابی کا خاتمہ ہی ہماری کامیابی ہے۔ آج کل یہ بات ''سلوگن'' بن چکی ہے کہ جنگ مسائل کا حل نہیں ہے۔ ایسا ہی ہو گا مگر یہ بھی امر واقع ہے کہ جہاد تمام مسائل کا حل ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اسی جہاد کی برکت تھی کہ ۲۴ لاکھ مربع میل پر محیط حکومت میں غیر مسلم اقلیتیں بھی سکھی تھیں، بدامنی اور بے چینی نہ تھی، چہار سو خوشحالی تھی، کسی سمت سے کسی بھی طرح کے ظلم وستم کی کوئی شکایت تاریخ ریکارڈ نہ کر سکی۔

کوئی تسلیم کرے، نہ کرے یہ اٹل حقیقت ہے جس کا اظہار امریکی صدر بش کی زبان سے بھی ہو چکا ہے کہ ہم پر

صلیبی جنگ مسلط کی جا چکی ہے۔ صلیبی برسوں سے کئی محاذوں پر حملہ آور رہے ہیں۔ مثلاً معیشت، میڈیا، صحت و تعلیم وغیرہ اور ہر محاذ پر نمایاں کامیابی کے بعد جنگ یعنی قتال کا عملی محاذ افغانستان سے شروع ہوا اور اس کا دائرہ وسیع کرنے کی خاطر امریکہ نے ''برائی کے محور'' کئی دوسرے مسلم ممالک فہرست میں شامل کر لئے ہیں۔ یہ صلیبی جنگ اپنا دائرہ کہاں تک پھیلائے گی اور کتنا عرصہ جاری رہے گی، ایک اہم سوال ہے۔ غور کریں تو ایک ہی جواب ذہن میں آتا ہے کہ مسلم ممالک اس کی لپیٹ میں ہوں گے۔ رہا سوال عرصہ کا تو اگر یہ روایتی جنگ ہے تو صلیبی اسلحہ اسے جلد ختم کر دے گا اور اگر واقعتہً یہ جہاد ہے تو لمبا ہوگا کہ جہاد فتنہ ختم کر کے دین قائم کرنے تک جاری رہتا ہے کہ قرآن حکیم میں خالق کائنات نے یہی لکھا ہے۔ بلاشبہ یہ جنگ بھیانک ہوگی، شہادتوں کی نئی تاریخ رقم ہوگی، ایٹم بم استعمال ہو سکتے ہیں، کامیابی کے لئے پوری قوم کو جسدِ واحد بن کر اپنا وجود ثابت کرنا ہوگا۔ کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا فتح و نصرت کا وعدہ پورا ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ حکمران ہوں یا عوام درمیان کی ہر خلیج پاٹنے سے ۱۹۶۵ء کی طرح کلمہ طیبہ کا ورد کرتے دشمن پر ہر محاذ سے جھپٹنا ہوگا۔ دشمن لاہور پر قبضہ بھول کر امرتسر بچانے کی فکر کرے گا۔

مستقبل کی متوقع جارحیت کے اثراتِ بد کو کم کرنے کے لئے ہمیں چین کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ بنگلہ دیش سے دفاعی معاہدہ دونوں ہی برادر ملکوں کی بقا کا ضامن ہے۔ ایران کے ساتھ تمام غلط فہمیوں کے خاتمے کے ساتھ جڑنا ہوگا اور عرب ریاستوں کو مکمل شعور و آگہی کے ساتھ اعتماد میں لینا ہوگا کہ ہماری ''سفارتی محنت'' بھارت کے مقابلے میں ہمیشہ بہت نرم رہی ہے۔ عرب ریاستوں میں معیشت کی باگ ڈور زیادہ تر بھارتی بنیوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ عرب ممالک کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان تم سے محبت کرنے کی سزا میں اسرائیل کا دشمن بنا۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کی حمایت سے اسرائیل زیادہ چڑ گیا تھا۔ عربوں سے پاکستانیوں کی محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی کہ اسلام خطہ عرب سے آیا تھا۔ حرمین شریفین خطہ عرب میں ہیں۔ جن کی عزت و توقیر پر، جن کے تحفظ کی خاطر، پاکستانی قوم ہر خطرے سے آنکھیں بند کئے اپنا تن من دھن نچھاور کر سکتی ہے۔ بظاہر تو صلیبی جنگ کا یہ آخری معرکہ ہے۔ صلیبی جس قدر منظم اور تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔ مسلمان اسی قدر بکھرے بکھرے، الجھے الجھے اور متذبذب ہیں۔

موجودہ صورت حال میں جب کہ دشمن کی چال کامیاب ہے۔ بے حوصلہ ہونے کی بجائے اپنے بے لاگ محاسبے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کوئی عقل کل نہیں ہے۔ مسلم دنیا خصوصاً پاکستان کے صاحبانِ اقتدار کو اگرچہ ابلیس اور اس کی ذریت کبھی اس عظمت کی طرف نہ آنے دے گی کہ غلطی کا اعتراف، عظمت کی دلیل ہے مگر پھر بھی توقع یہی کی جانی چاہیے کہ اپنی غلطیوں کا جائزہ لے کر نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے۔